حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ماربرگ کی مسجد کی تقریب سنگ بنیاد کے موقع پر خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوّذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا:

سب سے پہلے تو میں سب معزز مہمانان کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہوں۔ سلامتی، امن، پیار اور محبت کا تحفہ دیتا ہوں۔

اس وقت مَیں دیکھ رہا ہوں کہ مقامی لوگ کافی بڑی تعداد میں ہماری مجلس میں آئے ہوئے ہیں اور آپ لوگوں کا یہاں آنا یقیناً اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ لوگ بڑے کھلے دل کے ہیں اور ایسے کھلے دل کے لوگوں کے لئے جس حد تک محبت اور سلامتی اور پیار کا تحفہ دیا جائے وہ کم ہے۔ یہی حقیقت ہے کہ اگر ہم کھلے دل کے ہوں، ایک دوسرے کو سمجھنے والے ہوں، ایک دوسرے کی رائے کو سننے والے ہوں تب ہی معاشرہ میں امن اور سلامتی بھی پیدا ہوتی ہے۔

پس اس بات پہ سب سے پہلے جہاں میں نے آپ کو سلامتی کا تحفہ دیا آپ کو مبارکباد بھی دیتا ہوں کہ آپ لوگوں میں یہ خصوصیت ہے کہ آپ دوسرے کی بات سننا بھی چاہتے ہیں اور یہی حقیقت ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ لوگ اِس وقت یہاں موجود بھی ہیں اور یہاں موجود ہونا اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ اسلام کے بارہ میں کچھ سنیں اور کچھ سمجھیں کیونکہ یہ خلاصۃً ایک ایسا فنکشن ہے جو ایک مسلم جماعت کا ایک لحاظ سے مذہبی فنکشن اس لئے ہے کہ اپنی عبادتگاہ کی بنیاد رکھ رہے ہیں اور اِس میں آپ لوگوں کا آنا کسی دنیاوی مقصد کے لئے نہیں ہو سکتا۔ یقیناً آپ لوگوں کے دل میں یہ خیال ہوگا کہ ہم یہاں جائیں، ہم بڑے عرصہ سے واقف بھی ہیں ان لوگوں سے تعلقات بھی ہیں، جانتے بھی ہیں، جماعت کی یہاں activities بھی ہیں، اس کو تو ہم نے دیکھا اور سمجھا لیکن مسجد کی بنیاد کے فنکشن کو جا کے دیکھنا چاہئے کہ وہاں کس طرح یہ لوگ اپنے فنکشن کرتے ہیں اور کیا باتیں ہوتی ہیں۔ تو اس لحاظ سے آپ لوگ واقعۃً قابلِ تعریف ہیں۔

دوسرے یہاں کے احمدیوں سے جو یہاں پہ رہتے ہیں اُن سے بھی میں اس لحاظ سے خوش ہوں کہ اُنہوں نے یہاں آکے مقامی لوگوں سے تعلقات بڑھائے اور یہ احمدیوں سے تعلقات کی وجہ ہی ہے، احمدیوں کا آپ لوگوں میں گھل مل جانا یہ بھی ایک وجہ ہے جس کی وجہ سے آپ لوگ اُن کی دعوت پہ یہاں تشریف لائے اور ہمارے اس فنکشن کو رونق بخشی۔

جہاں تک جماعت احمدیہ مسلمہ کا تعلق ہے ہم جہاں بھی جاتے ہیں محبت، پیار، امن اور سلامتی کا پیغام دیتے ہیں اور یہ اسلام کی تعلیم ہے۔

امیر صاحب نے ذکر کیا کہ یہاں ہم خدمتِ خلق کے کام old people house میں یا دوسری مختلف قسم کی charities میں کرتے ہیں۔ خدمتِ خلق کے کام کرنا تو ایک انسان کا فرض ہے۔ ایک انسان کا یہ فرض ہے کہ اپنے دوسرے بھائی کے کام آئے۔ قطع نظر اس کے کہ اُس کا مذہب کیا ہے۔ بحیثیت انسان ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنا چاہئے۔ ہمیں ایک دوسرے کے کام آنا چاہئے اور ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنا چاہئے اور یہ انتہائی ضروری چیز ہے۔ اگر یہ نہیں تو عبادت کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح فرمایا ہے کہ ایسے لوگ جو صرف مسجدوں میں آتے ہیں یا نمازیں پڑھنے والے ہیں اور پھر نمازیں پڑھ کر دُوسروں کو دُکھ دیتے ہیں، اُن کے کام نہیں آتے، یتیموں کی خبر گیری نہیں کرتے، بوڑھوں کی خدمت نہیں کرتے، غریبوں کی مدد نہیں کرتے یا اور مختلف قسم کے خدمتِ خلق کے کام نہیں کرتے، امن اور پیار اور محبت اور سلامتی نہیں پھیلاتے تو اُن کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں بلکہ وہ اُن کے لئے گناہ بن جاتی ہیں۔ پس قرآنِ کریم اس حد تک جا کے ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم نے خدمتِ خلق کے کام کرنے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم جماعت احمدیہ مسلمہ جو حقیقی اسلامی تعلیم پر عمل کرنے والی ہے وہ خدمتِ خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتی ہے۔

لارڈ میئر نے یہاں اپنی تقریر میں یونیورسٹی کا ذکر کیا۔ جہاں تک تعلیم کا سوال ہے جماعت احمدیہ تعلیم کے پھیلانے میں بھی دنیا میں غریب ممالک میں بڑا کردار ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس سے پہلے کہ میں وہ باتیں بتاؤں جس طرح جماعت احمدیہ تعلیم کو پھیلا رہی ہے عورتوں کے حوالہ سے ایک دلچسپ تجزیہ یہ بھی بتا دوں کیونکہ یہاں مَیں دیکھ رہا ہوں عورتیں بھی کافی تعداد میں بیٹھی ہوئی ہیں کہ جماعت احمدیہ میں مَردوں کی نسبت عورتیں زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اور یونیورسٹی کی بھی تعلیم حاصل کرنے والی ہیں۔ مختلف پیشوں میں پیشہ ورانہ تعلیم بھی حاصل کرنے والی ہیں اور یہ اِس لئے ہے کہ ایک عورت جب تعلیم حاصل کرتی ہے تو پھر اُس کی تعلیم صرف اُس کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہتی۔ یقیناً ہر مرد اور عورت جب تعلیم حاصل کرتے ہیں اُس تعلیم کو پھیلاتے ہیں۔ اُس تعلیم کو حاصل کر کے وہ کسی نہ کسی رنگ میں مُلک اور قوم کی خدمت کر رہے ہوتے ہیں۔

لیکن ایک عورت کو تعلیم حاصل کرنے کے بعد مرد پر یہ فوقیت ہے کہ وہ اپنے بچوں کو پالنے والی بھی ہے اور اِسی لئے بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ جنت عورت کے پاؤں کے نیچے ہے۔ جنت عورت کے پاؤں کے نیچے اس لئے ہے کہ ایک عورت اپنے بچوں کو اچھی تعلیم دے کر، تعلیم حاصل کرنے کے بعد آگے اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرتی ہے تو اُنہیں اچھا شہری بناتی ہے۔ اُنہیں مُلک و قوم کا ایک اثاثہ بناتی ہے اور اس طرح وہ اپنے بچوں کو جنت میں لے جانے والی بنتی ہے۔

اور جنت کا تصور جو اسلام میں ہے وہ یہ ہے کہ جنت دو طرح کی ہے۔ اس دنیا میں بھی جنت ہے اور ایک مرنے کے بعد کی جنت ہے۔ اور اس دنیا کی جنت یہیں شروع ہو جاتی ہے جب ایک باعمل انسان بنتا ہے، اعلیٰ اخلاق والا انسان بنتا ہے۔ جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنتا ہے وہاں وہ اپنے دوسرے بھائیوں سے، انسانوں سے، محبت اور پیار کرنے والا ہوتا ہے اور امن اور سلامتی اور سکون پھیلانے والا ہوتا ہے۔ یقیناً وہ شخص جو امن اور سلامتی اور سکون پھیلانے والا ہو وہ جہاں خود اپنے آپ کو محفوظ کر لیتا ہے گویا کہ وہ جنت میں ہے وہ دوسروں کے لئے بھی اِس دنیا میں بھی جنت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ایک طرف ہم دیکھتے ہیں دہشتگرد ہیں، دہشتگردی کر رہے ہیں۔ معصوم لوگوں کو club میں جا کے فائرنگ کر کے قتل کر دیا یا suicide bombing کر کے قتل کر دیا یا کسی اور جگہ فتنہ و فساد پیدا کر دیا یا مسلمان مُلکوں میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے مُلکوں میں ہی مسلمان مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ مغربی ممالک میں قتل کر رہے ہیں۔ لوگ اس دنیا کو جو اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی تھی اُس کو بھی جہنم بنانے والے ہیں اور اِس لحاظ سے وہ کبھی قابلِ تعریف نہیں ہو سکتے۔ دُوسری طرف اچھے مسلمان ہیں، اچھے انسان ہیں چاہے وہ عیسائی ہیں، یا یہودی ہیں یا کسی بھی مذہب کے ہیں جو اپنے ماحول میں امن اور سلامتی اور محبت اور پیار پھیلاتے ہیں گویا کہ اُنہوں نے اِس دنیا کو بھی جنت بنا دیا، اور جو لوگ انسانوں کی خدمت کرتے ہیں، اس دنیا کو بھی جنت بناتے ہیں، اُن کے بارہ میں جیسا کہ میں نے ذکر کیا اللہ تعالیٰ کہتا ہے اِن کی مَیں پھر عبادتیں بھی قبول کرتا ہوں اور یہ عبادتیں ہی ہیں جو پھر اگلے جہان میں انسان کو جنت کا وارث بناتی ہیں اور جیسا کے ذکر ہو چکا یہ عبادتیں بغیر انسانوں کی خدمت کے نہیں بجا لائی جا سکتیں۔

وہ عبادتیں بے فائدہ ہیں جن میں دوسرے انسان کے لئے دل میں ہمدردی اور درد اور پیار نہ ہو۔ پس اس دنیا کی جنت بسانے والے حقیقی وہی لوگ ہیں جو امن پسند اور پیار اور محبت کو پھیلانے والے ہیں اور اگلے جہان کی جنت میں جانے والے بھی وہی لوگ ہیں جو یہ پیار اور محبت پھیلاتے ہیں۔

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے کہا کہ میں دو بڑے مقاصد کے لئے آیا ہوں۔ ایک یہ کہ انسان اپنے خدا کو پہچانے اور اُس کی عبادت کرے اور اُس کا حق ادا کرے۔ دوسرے یہ کہ انسان دوسرے انسان کی عزت اور احترام کرے اور اُس کا حق ادا کرے۔

ایک دفعہ مجھے کسی نے پوچھا کہ امن اور سلامتی دنیا میں کس طرح قائم ہو سکتی ہے۔ میں نے کہا کہ اگر حقیقی امن اور سلامتی قائم کرنی ہے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ بجائے اپنے حق لینے کے مطالبہ کرنے کے دُوسروں کے حق دینے کی کوشش کرو۔ جب ہم دوسروں کے حق دینے کی کوشش کریں گے تو تب ہی ہم حقیقی پیار اور محبت پھیلا سکتے ہیں۔ پس یہ تصوّر ہے جماعت احمدیہ مسلمہ کا عبادت کے بارہ میں بھی اور انسانیت کی خدمت کے بارہ میں بھی۔

یہاں ایم پی صاحبہ آئی تھیں۔ اُنہوں نے بھی رواداری کا ذکر کیا۔ یقیناً رواداری ایک بڑی اہم چیز ہے اور پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ رواداری ہی ہے جس سے ہم ایک دوسرے کا خیال رکھ سکتے ہیں اور آپس میں مل جل کر رہ سکتے ہیں۔ دنیا میں مختلف مذاہب ہیں۔ مسلمان ہیں، عیسائی ہیں، یہودی ہیں۔ ہم حقیقی مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ تمام مذاہب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اور ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہر مذہب کے بانی اور انبیاء سچے تھے۔ ہم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک آنے والے تمام نبیوں اور بانیانِ مذاہب پر ایمان لاتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں اور یہی اسلام کی حقیقی تعلیم ہے اور یہی وہ تعلیم ہے جس سے رواداری بڑھتی ہے۔ کوئی حقیقی مسلمان نہیں کہہ سکتا کہ مَیں فلاں مذہب کے ماننے والے کو نہیں مانتا یا اُس کا بانی جھوٹا ہے یا اُس کے خلاف مَیں غلط بات کروں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تو یہاں تک فرمایا ہے کہ تم بتوں کی پوجا کرنے والوں کے بتوں کو بھی بُرا نہ کہو کیونکہ اُس کے جواب میں وہ تمہارے خُدا کو بُرا کہہ سکتے ہیں اور جب بُرا کہیں گے تو پھر تمہارے اندر رنجشیں پیدا ہوں گی۔ جب دلوں میں رنجشیں پیدا ہوتی ہیں پھر فساد پیدا ہوتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کارروائیاں کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اِس طرح بجائے محبت کے، نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے ایک حقیقی مسلمان کا کام ہے کہ جہاں وہ ہر مذہب والے کی عزت کرے اور اُن کے تمام انبیاء پہ یقین رکھے اور ایمان لائے وہاں یہ بات بھی یاد رکھو کہ کسی کے بتوں کو بھی بُرا نہ کہو جو خدا کے شریک ٹھہرائے جاتے ہیں

کیونکہ اِس سے بھی فساد پیدا ہوتا ہے۔ پس یہ ہیں وہ معیار محبت، پیار اور امن اور سلامتی پھیلانے کے جو اسلام نے ہمیں بتائے ہیں۔ روایات مختلف ہو سکتی ہیں، مذہب مختلف ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے کہ دین کے بارہ میں کوئی جبر نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ ہم اِس بات پہ یقین رکھتے ہیں اسلام آخری مذہب ہے اور تمام مذاہب کی اچھی باتیں اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ ایک حقیقی مسلمان اُن پر عمل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جس طرح کہ مَیں نے ذکر کیا بڑا واضح طور پر فرمایا کہ تمام رسولوں پر ایمان لاؤ۔ تو یہ باتیں ہم جب یقین رکھتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں تو مختلف روایات ،مختلف مذاہب جو ہیں وہ کبھی ہمارے اندر کسی قسم کی نفرت نہیں پیدا کر سکتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام بڑا شدت پسند مذہب ہے، دہشتگردی کا مذہب ہے۔ یہ اسلام کی تعلیم کی حقیقت نہیں ہے۔ وہ لوگ جو اِس قسم کے کام کر رہے ہیں وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کو نہ سمجھا اور نہ کبھی اِس پر عمل کیا۔ بلکہ گزشتہ سال کی بات ہے ایک فرنچ جرنلسٹ داعش کے علاقہ میں گیا اُس نے بعض لوگوں سے پوچھا وہاں کے داعش کے ممبران سے کہ تم لوگ یہ جو ظلم اور زیادتی کر رہے ہو کیا یہ قرآن کی تعلیم ہے۔ تو اُن میں سے بہت سوں نے کہا نہ ہم نے قرآن پڑھا ہے نہ ہمیں اس کا پتا ہے کہ کیا تعلیم ہے۔ ہمیں تو یہ پتا ہے جو ہمارے لیڈر کہتے ہیں۔ وہ ہم نے کرنا ہے۔ اور behead کرنا یا قتل کرنا یا مارنا یا معصوموں کو مارنا یہ کوئی اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ یہ اُن کے اپنے ذاتی عمل ہیں جو اپنے لیڈروں کی وجہ سے کرتے ہیں۔

پس یہ ہو نہیں سکتا کہ اسلام اِس قسم کی تعلیم دے۔ جب لمبی persecution کے بعد بانی اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آنا پڑا اور حقیقی تاریخ یہی کہتی ہے وہاں کافروں نے آپ پر حملہ کیا تو اُس وقت اللہ تعالیٰ نے جو جنگ کی اجازت دی تھی وہ بھی قرآنِ کریم میں بڑے واضح الفاظ میں درج ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ان ظالموں کے ہاتھوں کو نہ روکا گیا تو یہ لوگ مذہب کے دشمن ہیں۔ قرآنِ کریم میں یہ آیت درج ہے کہ پھر اگر اِن کے ہاتھوں کو نہ روکا گیا تو پھر نہ کوئی چرچ باقی رہے گا، نہ کوئی synagogue باقی رہے گا، نہ کوئی ٹیمپل باقی رہے گا، نہ کوئی مسجد باقی رہے گی جہاں خدا کا نام لیا جاتا ہے، لوگ عبادت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ پس یہ ہے وہ تصور جو اسلام کا حقیقی تصور ہے دوسرے مذاہب کے ساتھ رواداری اور مل جل کے رہنے کا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جہاں بھی ہماری مسجد ہے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں سے پہلے سے بڑھ کر صحیح اسلامی تعلیم کو پھیلانے والے بنتے ہیں۔ بلکہ مَیں اکثر کہا کرتا ہوں کہ ہمارا فرض ہے کہ قرآنِ کریم کی یہ آیت جو ہمیں بتاتی ہے کہ مذہب کے دشمن جو ہیں وہ مذہب کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور اِس وجہ سے اگر ان کے ہاتھوں کو نہ روکا تو یہ ہر مذہب کو ختم کر دیں گے۔ یہ آیت ہمیں اس بات کی طرف بھی توجّہ دلاتی ہے کہ ہر احمدی جہاں اپنی مسجد کی حفاظت کرنے والا ہو وہاں وہ چرچ کی حفاظت کرنے والا بھی ہو، وہاں وہ synagogue کی حفاظت کرنے والا بھی ہو اور وہاں وہ دوسرے مذاہب کی عبادتگاہوں کی حفاظت کرنے والا بھی ہو۔ پس یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے اور یہ نظریہ ہے جس کے تحت ہم مساجد بناتے ہیں کیونکہ مسجد بنانے کے بعد ہم پر جس طرح یہ فرض بن جاتا ہے کہ ہم اپنی مسجد کی حفاظت کریں اُس کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھیں، اُس کے ماحول کو پاک رکھیں۔ اسی طرح ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم اپنے ماحول میں اگر دوسرے مذاہب کی عبادتگاہیں ہیں تو اُن کی بھی حفاظت کریں اور اُن کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے بھی کوشش کریں۔

نیشنل اسمبلی کے ممبر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس بارہ میں بھی مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ سب مقررین کا یہ اظہار کہ احمدی اس سوسائٹی کے ایک ایسا حصّہ بن چکے ہیں جو ایک طرح کا اس قوم کا مضبوط حصّہ ہیں۔ integrate ہو چکے ہیں۔ اس میں ضم ہو چکے ہیں۔ پس یہ ایک خصوصیت ہے جو ایک احمدی کی ہونی چاہئے۔ اگر یہ نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ احمدی اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل نہیں کر رہا۔ جرمن شہریت ملنے کے بعد چاہے وہ پاکستان سے آیا ہوا ایک احمدی ہے، یا افریقہ سے آیا ہوا ایک احمدی ہے یا کسی اور مُلک سے آیا ہوا ایک احمدی ہے اگر وہ جرمن شہری ہے تو پھر اس کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے مُلک سے وفادار بن جائے۔ پرانی شہریت اُس کی ختم ہو گئی اب وہ جرمن شہری ہے اور یہاں رہنے والے پاکستانی احمدی جو پاکستان سے ہجرت کر کے آئے اب وہ جرمن شہری ہیں۔ یہ اُن کا فرض اس لئے بنتا ہے کہ بانیٔ اسلام ﷺ نے فرمایا کہ وطن کی محبت تمہارے ایمان کا حصہ ہے۔ پس ہمارے ایمان کا بھی یہ تقاضا ہے کہ جس جس مُلک میں جہاں احمدی رہتا ہے وہاں اُس سے محبت کرے اور اُس کی بہتری کے لئے کام کرے اور وہاں کے لوگوں میں محبت اور امن اور پیار کا پیغام پہنچائے اور پھیلائے۔ پس یہ باتیں ایسی ہیں جن پر اگر عمل کیا جائے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی کو اسلام کی تعلیم کے بارہ میں تحفظات ہوں۔ اور ہم احمدی یہ کوشش کرتے ہیں کہ اس تعلیم پر جہاں زیادہ سے زیادہ عمل کریں وہاں دنیا کو بھی بتائیں کہ یہ وہ تعلیم ہے جو حقیقی تعلیم ہے اور ہمارے سے پیار، محبت، رواداری کے علاوہ کوئی اور چیز دوسروں کو نہیں ملے گی۔ یا ہمارے اندر ان باتوں کے علاوہ کوئی اور چیز نظر نہیں آئے گی۔ اور مسجد بننے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ یہاں کے رہنے والے احمدی پہلے سے بڑھ کر یہاں کے لوگوں کا حق ادا کرنے والے ہوں گے کیونکہ یہ بھی بانیٔ اسلام ﷺ نے فرمایا اور قرآنِ کریم میں بھی اس بات کا ذکر ہے کہ تمہارے ہمسایوں کے حقوق ہیں اور تمہارے ہمسائے تمہارے گھروں کے ہمسائے ہیں، تمہارے ساتھ کام کرنے والے لوگ تمہارے ہمسائے ہیں، تمہارے ساتھ سفر کرنے والے لوگ بھی تمہارے ہمسائے ہیں۔ روزانہ لوگ اپنے کاموں میں جاتے ہیں، میلوں کا سفر کرتے ہیں بسوں اور ٹرینوں پہ گویا کہ وہ سب ہمسائے بن گئے اور چاہے اُس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے ہو وہ سب تمہارے ہمسائے ہیں۔ بانی اسلام ﷺ نے فرمایا کہ اس شدت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمسایوں کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی کہ مجھے خیال ہوا کہ شائد یہ وراثت میں بھی حقدار ہو جائیں۔ تو یہ اہمیت ہے اسلام میں ہمسائے کی اور ہمسائے کا حق ادا کرنا ہمارا ایک فرض بنتا ہے اور اِس فرض کو ہم نے ادا کرنا ہے اور امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ جب مسجد بن جائے گی تو ہمارے اِس مسجد کے ہمسائے بھی اور یہاں آنے والے تمام لوگ جو یہاں عبادت کے لئے آتے ہیں اُن کے ہمسائے ہمارے سے پہلے سے بڑھ کر امن ، سلامتی ، پیار اور محبت کو حاصل کرنے والے ہوں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم ہر معاملہ میں نہ صرف محبت پیار منہ سے کہنے والے اور پھیلانے والے ہوں گے بلکہ عملی طور پر آپ کے ساتھ اِس کو پھیلانے میں کردار ادا کریں گے۔ ورنہ نہ کسی مذہب کا فائدہ ہے، نہ کسی تعلیم کا فائدہ ہے۔ یونیورسٹیوں میں پڑھ کر اگر ہم نے دہشتگردی کرنی ہے تو وہ تعلیم بے فائدہ ہے۔ اگر کسی مذہب میں شامل ہو کر شدت پسندی دکھانی ہے تو مذہب بے فائدہ ہے۔ اصل مذہب وہی ہے جو پیار اور محبت کو پھیلائے اور یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اِس مسجد کے بننے کے بعد آپ لوگ پہلے سے بڑھ کر احمدیوں سے محبت، پیار، ہمدردی اور بھائی چارہ کے نعرے سنیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ شکریہ۔